السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) تقلید ایک امام معین کی اس طور پر کرنا کہ اگرچہ کوئی مسئلہ اپنے مذہب کا مخالف حدیث رسول ﷺ کے ہو، لیکن بوجہ تقلید معین کے اس پر اڑے رہنا اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اختیار کرنا، اس تقلید کا کتاب و سنت سے کیا حکم ہے اور تعامل صحابہ وتابعین اور اقوال مجتہدین اس باب میں کیا ہے؟

(۲) حدیث صحیح یا حسن رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کے قول مخالفِ حدیث پر عمل کرنا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان دونوں سوالوں کا یہ ہے کہ وجہ ایسی تقلید سخت کی کہ اگرچہ قول مجتہد کا مخالف قول صاحب شریعت کے ہو، واجب سمجھنا تقلید امام معین کی ہر امورات جزئیہ میں ہے، اور جبکہ استیصال وجوبِ تقلید مجتہد معین کا ہو تو مطلب ثابت ہے، پس میں کہتا ہوں کہ وجوب تقلید مجتہد معین کی ہر امورات جزئیہ میں کسی دلیل سے دلائل اربعہ کے ثابت نہیں۔

مولانا عبد العلی بحر العلوم نے ''شرح مسلم الثبوت'' میں لکھا ہے:

''وقیل: لایجب الاستمرار، ویصح الانتقال، وھذا ھو الحق الذی ینبغی أن یؤمن بہ، ویعتقد علیہ، لکن ینبغی أن لا یکون الانتقال للتلھی، فإن التلھی حرام قطعا فی التمذھب کان وغیرہ، اولا واجب إلا ما أوجبہ اللہ تعالیٰ، والحکم لہ، ولم یوجب علی أحد أن یتمذھب بمذھب رجل من الأمة، فإیجابہ تشریع جدید۔'' انتھی (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲ ۴۳۸)

''اور کہا گیا ہے کہ استمرار واجب نہیں ہے اور انتقال درست ہے۔ یہی چیز برحق ہے، جس پر کہ ایمان لانا چاہیے اور اس پر اعتقاد رکھنا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ انتقال لہو ولعب کے لیے ہو، کیونکہ لہو ولعب قطعاً حرام ہے، چاہے وہ مذہب کے بارے میں ہو یا اس کے علاوہ۔ کیونکہ واجب وہی کچھ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے واجب کہا ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ وہ امت میں سے کسی شخص کے مذہب سے چمٹا رہے، لہٰذا اس کا ایجاب تشریع جدید ہے۔ ختم شد۔''

علامہ ابن امیر حاج نے ''شرح تحریر الأصول'' میں لکھا ہے:

''لو التزم مذھباً معیناً کأبی حنیفة والشافعی فقیل: یلزمہ، وقیل: لا، وھو الأصح۔'' انتھی (التقریر والتحریر لابن أمیر الحاج ۳ ۴۶۷)

''اور اگر اس نے کسی معین مذہب کا التزام کرلیا جیسے ابوحنیفہ اور شافعی، تو کہا گیا ہے کہ وہ اس کو لازم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ لازم نہیں اور یہی درست ہے۔ ختم شد۔''

علامہ شرنبلالی نے ''عقد الفرید'' میں لکھا ہے:

''لیس علی الإنسان التزام مذھب معین'' انتھی (العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید ص: ۳۰، مخطوط)

''کسی معین مذہب کا التزام انسان کے لیے ضروری نہیں ہے۔ ختم شد۔''

اور ''طوالع الأنوار'' میں مذکور ہے:

''وجوب تقلید مجتھد معین لا حجة علیہ، لا من جھة الشریعة ولا من جھة العقل، کما ذکرہ الشیخ ابن الھمام من الحنفیة فی فتح القدیر، وفی کتابہ المسمی بتحریر الأصول، وبعدم وجوبہ صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتھی الأصول من المالکیة، والمحقق عضد الدین من الشافعیة۔ وذکر ابن أمیر الحاج فی التقریر شرح التحریر: إن القرون الماضیة من العلماء أجمعوا علی أنہ لا یحل لحاکم ولا مفت بتقلید رجل واحد بحیث لا یحکم ولا یفتی فی شیء من الأحکام إلا بقولہ۔'' انتھی

''کسی متعین مجتہد کی تقلید کے واجب ہونے پر نہ کوئی شرعی دلیل ہے اور نہ عقلی، جیسا کہ حنفی علما میں سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور اپنی تحریر الاصول نامی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مالکی علما میں سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول میں اور شافعی علماء میں سے محقق عضد الدین نے تقلید کے عدم وجوب کی صراحت کی ہے اور ابن امیر الحاج نے ''التقریر شرح التحریر'' میں ذکر کیا ہے کہ قرون ماضیہ کے علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ کسی حاکم اور مفتی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایک آدمی کی اس طرح تقلید کریں کہ حاکم اس کے قول کے بغیر حکم صادر نہ کرے اور مفتی اس کے قول کے بغیر فتویٰ جاری نہ کرے۔''

جیسا کہ علامہ قرافی نے تنقیح میں فرمایا:

”وَأجمع الصحابة على أن من استفتيٰ أبا بكر و عمر رضی اللہ عنہما فلہ أن یستفتی أبا ھریرۃ و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما و غیرھما، و یعمل بقولھما من غیر نکیر۔“ انتھیٰ (شرح تنقیح الأصول للقرافی ص : ۳۳۹)

”اور اجماع کیا ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بات پر کہ مثلاً جس شخص نے مسئلہ پوچھا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ مسئلہ پوچھے حضرت ابوہریرہ و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے اور عمل کرے قول پر ان دونوں کے بغیر نکیر کے۔“

پس معلوم ہوا کہ کوئی شخص حنفی مذہب بغیر تلہی فی المذہب کسی مسئلہ پر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے عمل کرے، اگرچہ کوئی ضرورت داعی بھی اوپر عمل کرنے مسئلہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کے نہ ہو، جائز و درست ہے۔ مثلاً کوئی حنفی المذہب اگر وتر ایک رکعت یا پانچ رکعت محض باتباع سنت کے پڑھے تو اس کو ثواب ہوگا اور معاذ اللہ اڑے رہنا اوپر اسد قول امام کے جو صریح مخالف حدیث صحیح غیر منسوخ و غیر مؤول کے ہو، باوجود قدرت رجوع کرنے کے طرف ان احادیث صحیحہ کے کہ مخالف قول امام کے ہیں اور نہ چھوڑنا قول امام کا باوجود مخالفت اس کی کہ قول نبی اکرم ﷺ سے، از قسم شرک و اتخاذ ارباب من دون اللہ کے ہے۔ کسی مسلمان کو ایسی تقلید کرنا حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَاءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا ۷ ...الحشر

”اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ۔“

اور بھی فرمایا :

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ... ۲۱ ...الأحزاب

”بلاشبہ یقینا تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔“

اور بھی فرمایا :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا أَطِيعُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا ٱلرَّسُولَ وَأُولِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ... ۵۹ ...النساء

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔“

اور بھی فرمایا :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَرْفَعُوٓا أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِىِّ ۲ ...الحجرات

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو۔“

پس جبکہ بلند کرنے سے آواز کو آواز پر نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا، کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ صریح مخالفت قول نبی کی کرتے ہیں اور اسی قول مخالف کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں؟

مولانا اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ ”تنویر العینین“ میں فرماتے ہیں :

”لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع إلی الروایات المنقولۃ عن النبی ﷺ، الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الإمام المقلد، فإن لم یترک قول إمامہ ففیہ شائبۃ من الشرک، کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم أنہ سأل رسول اللہ ﷺ عن قولہ (ٱتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ) فقال : یا رسول اللہ إنا لم نتخذ أحبارنا و رھباننا أربابا، فقال : ألیس حللتم ما أحلوا و حرمتم ما حرموا۔“ انتھیٰ (تنویر العینین ص : ۱۱۰، ۱۱۱)

”اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیسے جائز ہو سکتی ہے کسی معین شخص کی تقلید، اس کے باوجود کہ نبی ﷺ سے منقول صریح روایات جو امام مقلد کے قول کے خلاف دلالت کرتی ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا ممکن ہے۔ پس اگر وہ اپنے امام کے قول کو ترک نہیں کرتا ہے تو اس میں شرک کا شائبہ ہے، جیسا کہ عدی بن حاتم کے واسطے سے ترمذی کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا : ”ان لوگوں نے اپنے احبار و رہبان اور مسیح بن مریم کو اللہ کے بالمقابل رب بنا رکھا ہے۔“ تو اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے تو اپنے احبار و رہبان کو رب نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے وہ چیزیں حلال کر لیں جنھیں انھوں نے حلال کیا اور وہ چیزیں حرام کر لیں جنھیں انھوں نے حرام قرار دے دیا۔ ختم شد۔“

شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے :

”لا یجوز ترک آیۃ أو خبر صحیح بقول صاحب أو إمام، و من یفعل ذلک فقد ضل ضلالا مبینا و خرج عن دین اللہ۔“ انتھیٰ (الفتوحات المکیۃ لابن عربی ۲/ ۱۶۴)

”کسی صحابی یا امام کے قول کی بنیاد پر کسی آیت یا خبر صحیح کا ترک جائز نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا وہ واضح گمراہی میں مبتلا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہو گیا۔ ختم شد۔“

عبدالوہاب شعرانی نے ”الیواقیت والجواھر“ میں لکھا ہے :

''وکان الإمام أحمد یقول : لیس لأحد مع اللہ ورسولہ کلم، لا تقلدنی، ولا تقلدن مالکا، ولا الأوزاعی، ولا النخعی ولا غیرھم، وخذ الأحکام من حیث أخذوہ من الکتاب والسنۃ۔'' (فتاویٰ ابن تیمیۃ (۲۰ ۱۲۲) إعلام الموقعین ۲ ۳۰۲)

''اورامام احمد کہا کرتے تھے : اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ کسی کو کلام کا حق نہیں۔ تم میری تقلید کرو اور نہ مالک اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی وغیرہ کی۔ احکام کا استنباط وہاں سے کرو جس کتاب وسنت سے انھوں نے کیا۔'

اور فرمایا امام ابو حنیفہ نے : ''اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ''

اور فرمایا امام شافعی نے جیسا کہ شرح میں جیسا کہ میزان شعرانی اور ردالمحتار میں ہے :

''إذا صح الحدیث فھو مذھبی'' (المجموع للنووی (۱ ۶۳) ردالمحتار ۱ ۳۸۵)

''اگر کوئی حدیث صحیح ہے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

اوراسی طرح دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ نقل سب عبارتوں کی موجب طوالت ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی بسطاً وتحقیقاً کتاب ''معیار الحق''للمحدث الدیلوي میں موجود ہے۔ من شاء فلینظر۔

حررہ أبو الطیب محمد شمس الحق عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین أبو الطیب محمد شمس الحق ۱۲۹۵ھ
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 98

محدث فتویٰ